اتحاد

نمبر ۲ بابت ماہ فروری ۱۹۱۳ء جلد ۲

باہتمام

سید حسن شاہ مالک کارخانہ حسن التجارت و مہتمم

اتحاد

دلگداز پریس میں چھپکر لکھنؤ سے شایع ہوا

اتحاد

قومی جوش کا پتلا! ہمدردی کا آلہ! اسلام کا حامی! اسلامیونکا دلسوز "اتحاد" نہ صرف مسلمانوں کے اجزاے پریشان کا مجموعہ دکھائیگا۔ بلکہ اہل اسلام کے کارناموں کی رپورٹ کریگا۔ اور ایسے دلچسپ مضامین آپ دیکھینگے جو واہی کر دینے میں مقناطیسی قوت رکھتے ہوں جنسے بیدردی جذبات کی پر اثر طاقت کوٹ کوٹ کے بھری ہوگی۔

ضوابط

(۱) ہر انگریزی مہینے کی ۲۵ تک یہ رسالہ شائع ہوگا۔

(۲) قیمت والیان ملک و روسا و عظام سے پانچروپیہ انجمنوں سے تین روپیہ عام خریداروں سے ۲؎

(۳) بغیر وصول قیمت پیشگی رسالہ کسی کے نام جاری نہوگا نمونہ کا پرچہ ۴ ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا۔

(۴) جو انجمنین خاص اپنی کارروائی کیلئے جسقدر حصے علیحدہ خرید نا چاہیں اسکا تصفیہ بذریعہ خط و کتابت سے ہوگا۔

(۵) ہمہ خط و کتابت بنام اشخاص ذیل ہونا چاہیے۔

المشتہر۔ سید حسن شاہ مالک کارخانہ احسن التجارت
و مہتمم اتحاد و سید برکات احمد اڈیٹر اتحاد چوک۔ لکھنؤ۔

کتب مفصلہ ذیل دفتر اتحاد سے مل سکتی ہین

آثار الصنادید۔ مصنفہ ڈاکٹر سر سید احمد خان۔ ۳؎
رفع الاشتباہ عن صفات اولیاء اللہ۔ مصنفہ مولوی عبد الصمد صاحب بہاری۔ حصہ اول و دوم ۱۴؎
رزم و بزم۔ مولفہ منشی امراؤ علی صاحب۔ ۱۲؎
جام سرشار۔ مولفہ پنڈت رتن ناتھ صاحب۔ ۱۲؎
حسن اور انجلینا۔ مصنفہ مولوی عبد الحلیم صاحب شرر ۱۲؎
ملک العزیز ورجنا۔ ایضاً ۱۲؎
منصور اور موہنا۔ ایضاً ۱۲؎
شہید وفا۔ ایضاً ۸؎
جہانگیر۔ مولفہ منشی امراؤ علی صاحب ۸؎

المشتہر سید حسن شاہ مہتمم اتحاد چوک لکھنؤ

عمدہ اور دلچسپ کتابین

حضرات!! مجھے یقین ہے کہ ملک ان کتابوں کی طرف پورے شوق سے توجہ کریگا۔ کیونکہ یہی کتابین ملکی اور نیز قومی اغراض مین اکسیر کا اثر رکھتی ہین۔ اور یہی تصنیفات ہین جنھوں نے ملک کو اعلیٰ خیالات کی طرف متوجہ کیا ہے۔ آدھ آنہ کے ٹکٹ درخواست کیلیے قیمت پیشگی آنا چاہیے

فہرست

لکچر اشاعت اسلام جو نواب محسن الملک بہادر نے ۲۴ مئی ۱۸۹۳ء کو حیدر آباد میں دیا تھا ۳؎
مثنوی صبح امید۔ قوم کا مرثیہ۔ ۳؎
مثنوی صبح خندان۔ ۴؎
مثنوی نیرنگ خیال۔ ۴؎
عود ہندی۔ رقعات مرزا غالب دہلوی۔ ۷؎
مراۃ العروس۔ ۶؎
عصمت۔ ۸؎
دفع التلبیسات حصہ اول مولفہ مولانا محمد علی صاحب کانپوری ۶؎
مراۃ الیقین۔ ایضاً ۱؎
رسالہ تحفۃ الاحباب۔ ۱؎
احسن الخطب۔ مصنفہ مولوی عبد الحی صاحب مرحوم ۱؎

مفصلہ ذیل اشیا کم قیمت اور بالا نشین

ہم کفایت دلسکتے ہین یا وہ چیزیں جنکی نا مناسب نہین ہوا تے
کیل طلائی مرصع ناک مین پہننے کی قیمت ۸ سے ۱۲ تک
انگشتری نقرئی نہایت نازک خورد و کلان ۲ سے ۱۲ تک
خلال نقرئی سادہ کاری نہایت خوشنما ۶ سے ۱۰ تک
چھلا زنجیردار جسمین گھونگریان لگائی جاتی ہین ۵ سے ۸ تک
خاصدان ملمع نقرئی نہایت نازک اور عمدہ ۱۲ سے ۱۶ تک
گھنٹال حقہ بدرکی نہایت خوش وضع ۳ سے ۶ تک
عرق مجلس حیران نہایت خوشبودار جو ایک قطرہ پان مین ڈالے تو لبہائے نازنین کو گل سوسن بنادے ۴ تولہ سے ۸ تولہ تک

المشتہر سید ظہور الحسن دفتر اتحاد چوک۔ لکھنؤ

ضروری اطلاع

اتحاد اس امر کو بہت فخر کے ساتھ شائع کرتا ہے کہ یکم جنوری ۱۹۱۳ء سے جناب مولوی سید برکات احمد صاحب اتحاد کی ملکیت مین شریک ہو گئے۔ گو اتحاد ہمیشہ ممنون رہا کہ ابتداے نشو و نما اور اسکی شکل پھیلانی جناب موصوف ہی کی بدولت قائم ہوئی اور پوری ترتیب اونہین کے ہاتھون مین رہی جس سے پبلک بخوبی واقف ہے لیکن مالی امداد کی شرکت سے اب بہت قوت ہو گئی ہے اور اس نئے انتظام سے شاید اب کسیکو اون خیالون کا موقع نہ ملے گا کہ اتحاد کے قیام اور استحکام کی بنیادین مستحکم ہین۔ لہذا عام طور سے اطلاع دیجاتی ہے کہ جملہ خط و کتابت اور منی آرڈر اور اخبار اور دیگر ضروری کاغذات متعلق اتحاد بنام سید برکات احمد و حسن شاہ مہتمم دونون نامون سے ذیل کے پتہ سے ہونا چاہیے۔ کارخانہ کا پتہ ہونا چاہیے کیونکہ کارخانہ کو کوئی اس سے تعلق نہین صرف ڈاکخانہ چوک لکھنؤ دفتر اتحاد۔

الملتمس۔ سید حسن شاہ

التماس

یادگار سلف" اسکے متعلق بعض بزرگون کی تعمیل ارشاد کے لیے مین نے کوشش کی ہے کہ بزرگان دین کی سوانح عمریون کو اپنی ملکی زبان مین تالیف کر کے بصورت کتاب اپنے ہمدرد و قدردانون کی خدمت مین پیش کرون بغرض سہولت حسب پسند طبائع عام اسکو چند حصون پر منقسم کر دیا ہے اور نیز یہ بھی التزام کیا گیا ہے کہ جس قدر سوانح عمریان اتحاد مین شائع ہوتی ہین وہ ہر سہ ماہی مین ایک کتاب کی صورت مین قائم کر دی جائین۔ لہذا جو صاحب چاہین سالانہ چندہ پیشگی بھیجکر سہ ماہی پرچہ اپنے نام جاری کرالین جسکی تعمیل فوراً ہوگی۔

ہمکو امید ہے کہ ہمارے ہمدرد ناظرین کوشش فرما کر اپنے دوستون کو اس کتاب کی خریداری پر متوجہ فرمائین۔ اسکے تین حصہ طبع ہو چکے ہین جسکی قیمت اشتہارات کے ذیل مین آپ پائینگے۔ **یہ سہ ماہی پرچہ بغیر وصول قیمت پیشگی کسی کے نام جاری نہ ہوگا۔**

راقم

اپنے ہمدرد معاونین کا خادم۔ سید برکات احمد لکھنوی

فہرست مضامین

ایڈیٹوریل نوٹس

امام ہمام حجۃ الاسلام محمد غزّالی علیہ الرحمۃ الرحمۃ کی سوانح عمری لکھتے وقت اونکے حالات واقوا اور نصائح سے جو مجھ پر اثر پڑا وہ بیچین کر رہا ہے کہ مین اپنے معزز ناظرین کو اسکی طرف متوجہ کرون کیونکہ علاوہ تاریخی دلچسپی کے اپنے دلکش اور جذبی کیفیت سے بے انتہا اثرات پیدا کر رہی ہے۔ اہل مذاق تو اس سوانح عمری کو دیکھکر دور وز تک کیفیت مین رہینگے۔ لیکن عام لوگون کو بھی میرے خیال مین ایک موثر کیفیت دو تین گھنٹے تو ضرور رہے گی۔ امام علامہ کا تصرف شاید میرے ہی ساتھ مخصوص نہوگا بلکہ عام تصرف سے کوئی بے فیض نہ رہے گا۔ خصوصاً وہ مقام جہان پر شیخ علامہ نے اپنے شاگرد کو نصیحتانہ نامہ لکھا ہے۔ علامہ کی معتقدات کا ایک خلاصہ ہے جسکو اس مختصر نامہ مین درج کر دیا۔

بقیہ کارروائی انجمن اسلام دانا پور

۳۱- دسمبر ۱۹۱۲ء کو یہ جلسہ ۸ بجے صبح سے ۱۲ بجے دن تک اور ایک بجے سے ۵ بجے شام تک قائم رہا۔

جناب مولوی عبدالصمد صاحب بہاری نے مسئلہ توحید و تاکید نماز بڑے جوش کے ساتھ بیان کیا۔

جناب مولوی حافظ حکیم محمد حسین عارف پنجابی نے مسئلہ نماز و اتفاق کو بیان کیا۔

جناب مولوی حکیم محمد سلیمان صاحب پھلواروی نے مسئلہ توحید و تصوف کو بڑے جوش سے بیان کیا۔
جناب مولوی محمد ابو الخیر صاحب غازی پوری نے فضیلت درود، نماز و معجزہ جناب حضرت رسول مقبول صلعم و حال قیامت و شفاعت کو بیان کیا۔
تاریخ یکم جنوری ۱۹۳۰ء کو ۸ بجے صبح سے جلسہ شروع ہوا اور بارہ بجے ختم ہوا پھر ایک بجے سے شروع ہوا اور آٹھ بجے شب کو تمام ہوا۔
جناب مولوی حکیم محمد سلیمان صاحب پھلواروی نے مسئلہ توحید و تاکید نماز وغیرہ مسائل بیان فرمائے۔
جناب مولوی عبد الوہاب صاحب بہاری نے نماز و توحید و سود و زکوٰۃ کے مسئلہ کو بیان فرمایا۔
جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب آروی نے مسئلہ توحید و فضیلت نماز کو بیان فرمایا
جناب مولوی عبد الحکیم صاحب آروی نے فضیلت نماز و شفاعت قیامت کے مسئلہ کو بیان فرمایا۔
جناب مولوی حکیم علی حیدر خان صاحب لکھنوی نے توحید و تصوف کو بیان فرمایا۔
تاریخ ۲- جنوری ۱۹۳۰ء روز دوشنبہ کو آٹھ بجے صبح سے جلسہ شروع ہوا اور پانچ بجے شام کو تمام ہوا۔
جناب مولوی عبد الوہاب صاحب بہاری نے مسئلہ توحید و تاکید نماز کو بیان فرمایا
جناب مولوی امانت اللہ صاحب غازی پوری نے مسئلہ توحید و تصوف و فضیلت نماز و درود شریف و شفاعت قیامت و سود و حرمت و غنا بازی کی برائیوں کو جوش کے ساتھ بیان فرمایا۔
یہ جلسہ وعظ انجمن اسلامیہ دانا پور جناب میر الفت حسین صاحب زمیندار و رئیس دانا پور کے مکان پر منعقد تھا جس میں تخمیناً اڈھائی ہزار آدمی کے قریب تھے اور بہت اشخاص غیر شہر دن اور دیہات اور اطراف کے آئے ہوئے تھے۔ اور کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ اندر وعظ کے کیفیت جوش اور وجد کی طاری نہ ہو۔ اور اس جلسہ وعظ کی برکت سے جناب مولوی امانت اللہ صاحب کے ہاتھ پر قریب ۵۰۰ آدمی کے بیعت حاصل کی

اور قریب ۵۰۰ آدمی کے جو غفلت نماز سے محروم تھے بہ عنایت الٰہی نمازی ہو گئی اور برکت سے اسکے چرچہ نماز کا پھیلتا جاتا ہے اور ترقی آمدنی چندہ انجمن اسلامیہ کی بھی ہوئی ۔ ۱۷ ٹین کا بکس انجمن کی طرف سے تقسیم کیا گیا قریب ۴۰ بکس کے لوگون نے بخوشی اپنے ہاتھون ہاتھ لیے کہ سال مین جو کچھ جمع ہوگا سکرٹری مدرسہ انجمن کے پاس پیش کرینگے شکل اوس بکس کی یہ ہے کہ تالا بند کر کے کنجی مدرسہ کے سکرٹری کے پاس رہے بیچ مین اوسکے سوراخ پیسہ ڈالنے کے انداز سے رکھے گئے ہین ۔ وہ سب سکرٹری کے پاس آوینگے بعد لینے زر نقد محبوبہ بکس کے لوگون کو پھر واپس ہونگے ۔ اور یہ صاحبہ وعظ کا اس انجمن اسلامیہ کا دسوان جلسہ تھا ۔

حشمت دادخان سکرٹری انجمن اسلام

دانا پور

کارروائی انجمن ہدایت اسلام داناپو

بتاریخ ۲۹ جنوری ۱۸۹۳ء کو بغرض جاری کرنے تجارت کے ایک جلسہ کاغذی محلہ مین منعقد ہوا ۔

جناب مولانا عبدالصمد صاحب مدرس اول مدرسہ محمدیہ نے دربارۂ تجارت کے اسپیچ دی ۔ بعد اسکے چند حضرات نے اپنا شیر لکھوایا اور اس کمپنی کا نام سچی کمپنی قائم کیا گیا ۔ فی شیئر مبلغ دس روپیہ مقرر ہوئے ۔

جناب منشی شیخ کریم بخش صاحب سکرٹری انجمن ہدایت اسلام داناپور ۔ اور علاوہ اسکے ۲۰ اور ممبر شریک جلسہ تھے ۔

بعد شکریہ حاضرین جلسہ برخاست کیا گیا ۔

دستخط

شیخ کریم بخش سکرٹری

انجمن ہدایت اسلام داناپور

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی

ابو حامد محمد بن محمد بن محمد بن احمد الغزالی الملقب بحجۃ الاسلام زین الدین الطوسی الفقیہ الشافعی۔ گرو شناخت فقہ میں اوس زمانہ مین انکا مثل نہ تہا۔ ابتداءً تحصیل علم سرزمین طوس مین کی احمد رازکانی کے تلمیذون مین داخل ہوئے بعد اوسکے جب نیشاپور مین تشریف لائے تو امام الحرمین ابی المعالی جوینی کی درسگاہ مین شریک ہوئے اور نہایت کوشش اور سرگرمی سے تحصیل کی یہان تک کہ بہت ہی کم مدت مین طالبعلمی کے زمانہ کو وداع کیا اور خود اس وقت کے مشہور اوستادون مین شمار کیے جاتے تہے اپنے اوستاد کے سامنے ہی تصنیف اور تالیف کا سلسلہ بہی شروع کر دیا تہا اوستاد کے سامنے ہی سے درس و تدریس مین مشغول ہو گئے تہے اور اکثر اوستاد سے بہی بعض بعض موقع پر مباحثہ اور بحث ہو جاتی لیکن جب تک ابی المعالی زندہ رہے اون کی ملازمت ترک نہین کی آخر کو نیشاپور سے عسکر مین آ گئے اور یہان وزیر نظام الملک سے ملے۔ وزیر نظام الملک نے نہایت تعظیم و تکریم کی اور نہایت مہربانی سے انکو اپنے پاس رکہا۔ وزیر نظام الملک آدمی قدردان اہل فضل و کمال تہا اپنے مقتدر علامہ کو اوس نے نہایت قدر کے ساتہ لیا اور چونکہ اس کے یہان اہل فضل و کمال کا مجمع رہتا تہا اکثر مرتبہ دیگر علماے دربار سے بحث و مباحثہ بہی ہوتا رہا اور ہر مرتبہ علامہ غزالی ہی کو کامیابی ہوتی۔ یہ ذریعہ انکی شہرت عامہ کا بہت بڑا وسیلہ ہو گیا بالآخر وزیر نے مدرسہ نظامیہ کا پروفیسر کر دیا مدرسہ نظامیہ مین انکے درس کا چرچہ ہونے لگا اور اہل عراق انکے اس فضل و کمال اور حیرت انگیز تعلم سے نہایت متعجب تہے لیکن سب کے دلون مین علامہ غزالی کی وقعت اعلے درجہ کے خلوص کے ساتہ پیدا ہو گئی دفعتاً علامہ غزالی نے اس سب جھگڑے کو چہوڑ چہاڑ حج کو چلے گئے اور تمام اشغال کو ترک کر کے زہد و تقوی اختیار کیا۔ جب حج سے معاودت کی تو شام مین آ گئے اور ایک مدت تک دمشق کی جامع مسجد کے غربی گوشہ مین درس و تدریس کرتے رہے۔ جب یہان سے بہی جی گہبرایا تو بیت المقدس کا راستہ لیا اور عبادت الٰہی مین مصروف ہوئے اور وہان کے مقام زیارات اور مواضع معظمہ کی زیارتین کرتے رہے بالاخر ایک مدت تک اسکندریہ مین قیام کیا یہان پر اونکا ارادہ

ہوگیا تھا کہ امیر یوسف حسن تاشقین صاحب مراکش پر اجتماع کریں لیکن بعض موانع ایسے پیش آئے کہ یہ ارادہ انکا پورا نہ ہو سکا ناچار اس ارادہ سے باز آئے اور طوس کی جانب معاودت کی یہان تصنیف کتب مفیدہ مین مشغول ہوئے اور چند فنون مین کتابین تصنیف فرمائین۔ زیادہ تر مشہور ان کتابون مین کتاب الوسیط و البسیط ہے اور المنحول و المنتحل علم جدل مین ہے اور تہافۃ الفلاسفہ اور محک النظر اور معیار العلم اور المقاصد و المضنون بہ علے غیر اہلہ اور المقصد الاسنی فی شرح اسماء الحسنی اور مشکوۃ الانوار المنقذ من الضلال حقیقۃ القولین علے ہذا اور بھی نہایت مفید کتابین اس علامہ کی تصنیفات سے ہین بعد اسکے لوگون کے نیشاپور میں پھر آپ کو طلب کیا علامہ موصوف نے نہایت اصرار تکرار کے ساتھ مدرسہ نظامیہ کی تدریس قبول کی مگر آخر الامر تھوڑے دنون کے بعد اسکو ترک کر کے اپنے وطن طوس مین چلے آئے اور ایک خانقاہ صوفیہ اور مدرسہ تیار کرایا اور اپنے عزیز وقت کو وظیفہ وظائف اور ختم قرآن۔ تعلیم و تدریس پر تقسیم کردیا غرضکہ اسی شغلہ مین واصل الی اللہ ہوئے۔ بعض لوگون نے اسکے اشعار آبدار نقل کیے ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ متصوف تھے۔ چنانچہ سمانی مرقومۃ الذیل اشعار کو علامہ غزالی کی طرف منسوب کرتا ہے۔

حلت عقارب صدغہ فی خدہ　　قمراً فجل بہا عن التشبیہ

ولقد عہدناہ یحل ببرجہا　　فمن العجائب کیف حلت فیہ

۴۵۰ھ مین پیدا ہوئے اور یوم دوشنبہ چودہوین جمادی الآخر کو ۵۰۵ھ مین قصبہ طابران مین انتقال فرمایا طابران طوس کا ایک قصبہ ہے اور طوس احاطہ خراسان مین واقع ہے۔ خراسان دو شہرون پر منقسم ہے۔ ایک طابران اور دوسرا نوقان بفتح نون اور غزالی غزل کی طرف منسوب ہے بفتح غین معجمہ و تشدید زا کیونکہ اہل خوارزم و جرجان کا محاورہ ہے کہ یائے نسبتی کے ماقبل حرف کو مشدد کر دیا کرتے ہین۔ جیسے قصار عطار کو قصاری اور عطاری کہتے ہین اور بہ تخفیف زا بھی روایت ہے منسوب بغزالہ۔ کیونکہ غزالہ ایک قریہ ہے طوس کا منجملہ اور قریون کے۔ لیکن یہ قول مشہور نہین ہے مگر سمعانی نے کتاب الانساب مین اسی طور پر نقل کیا ہے اور قاضی ابن خلکان نے غزالی کے ترجمہ مین یہی لکھا ہے زرقانی شرح مواہب لدنیہ مین ابن کثیر سے غزالی بتشدید زا نقل کیا ہے نودی نے تبیان مین غزالی سے نقل کی ہے کہ علامہ غزالی نے اس تشدید زا سے انکار کیا ہے اور کہا کہ مین تخفیف زا منسوب بغزالہ ہون جو کہ طوس کے قریون مین سے ایک قریہ ہے اور مصباح مین لکھا ہے کہ بعض نے علامہ غزالی کی اولاد مین سے کہا کہ تشدید کے

ساتھ ہمارے دادا کو منسوب کرنا غلط ہے لیکن ابن کثیر نے برخلاف اسکے ایک اور روایت کی ہے کہ بعض منتسبان غزالی نے مجھسے کہا کہ علامہ غزالی عنہ الہ نسبت کعب الاحبار کی طرف منسوب ہین اور سبکی نے طبقات مین نقل کیا ہے ،، کان والدہ یغزل الصوف و یبیعہ بدکان الطوس ،، اور شہاب الدین احمد الخفاجی نسیم الریاض شرح شفاے قاضی عیاض مین علامہ غزالی کے ترجمہ (سوانح عمری) مین لکھتے ہین کہ امام غزالی سے تصنیفات جمیلہ ظہور مین آئین اور فقہ شافعی کے مرجع تھے۔

ابن تیمیہ لکھتے ہین ،، بضاعتہ فی الحدیث مزجاۃ ولہذا اکثر من ایراد الموضوعات فی کتبہ والکثر فی کتبہ من مقالات الفلاسفۃ حتی قال صاحبہ ابوبکر بن العربی مع شدت تعظیمہ لہ شیخنا ابوحامد دخل فی بطن الفلسفۃ ثم اراد ان یخرج منہا فما قدر،،

یعنے ابن تیمیہ فرماتے ہین کہ امام غزالی کو حدیث سے بہت کم سرمایہ ملا اور اسی وجہ سے اونکی کتابون مین موضوعات بہت ہین اور اکثر مقولات فلاسفہ زیادہ ہین ابوبکر بن عربی باوجود اس بات کے کہ امام علامہ سے اونکو بے انتہا عقیدت تھی اور بڑی عظمت کے ساتھ اون کو مانتے تھے تاہم اونکا بھی یہی قول تھا کہ ہمارے شیخ معظم ابوحامد فلسفہ مین ایسے گھس گئے کہ ہرچند چاہا کہ اوس مین سے نکلین لیکن نہ قادر ہوسکے ابن عربی کہتے ہین کہ امام ابوحامد غزالی کو مین نے طواف مین دیکھا کہ ایک گدڑی پہنے تھے مینے کہا کہ آپکے پاس اس لباس کے سوا اور کوئی کپڑا نہین ہے۔ حالانکہ آپ امام وقت اور پیشواے عامہ خلایق ہین لوگ آپکی اقتدا کرتے ہین اور آپکے فیضان منور سے استفادہ حاصل کرتے ہین اور علم معرفت سیکھتے ہین آپ نے اوسکے جواب مین چند ابیات پڑہین۔

ابن عربی کہتے ہین یہ لوگون کا گمان غلط ہے کہ وہ بالکل فلسفی تھے اور اصول فلاسفہ کے پابند تھے۔ وہ کہتے ہین کہ جب اونکے اقوال دیکھے جاتے ہین توکبھی کوئی یہ نہین کہہ سکتا ہے کہ وہ اتباع خرافات فلسفہ کرتے تھے۔

بعضون نے مشائخ کبار سے خواب مین دیکھا کہ علامہ غزالی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے اپنے بعض حاسدون۔ طاعنون کا شکوہ کر رہے ہین جس شخص کی حضرت سے شکایت کی تھی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکو ضرب تازیانہ کا حکم دیا چنانچہ صبح کو دیکھا گیا کہ اوس شخص پر ضرب تازیانہ کے نشان موجود تھے۔ ابن حجر کہتے ہین کہ اون کی تصنیفات مین اکثر

عبارتین بڑہائی گئی ہین۔ اور ابن سبکی لکھتے ہین کہ امام علامہ کو وہی لوگ برا کہتے ہین جو کہ زندیق اور حاسد ہین۔

شیخ کمال الدین دمیری حیواۃ الحیوان الکبریٰ کے مجلد اول مین ضمن ذکر تمام باب اسے مہملہ مین لکھتے ہین کہ جس شخص نے یہ حکایت مجھ سے نقل کی ہے وہ بہت معتبر اور مستند ذریعہ سے یعنے شیخ عارف باللہ ابو الحسن شاذلی نے مجھ سے بیان کیا کہ مین نے رسول اللہ کو خواب مین دیکھا کہ وہ موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام سے فخر کے ساتھ کہتے تھے (امام غزالی کی جانب اشارہ کرکے) کہ آیا تم نے اپنی اُمت مین ایسا متبحر کوئی دیکھا ہے اور اس کلام کے ساتھ ہی امام غزالی کی جانب اشارہ کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ نہین۔ اور شیخ عارف اوستاد رکن الشریعت والحقیقۃ ابو العباس المرسی امام علامہ غزالی کے تذکرے کے موقع پر فرماتے تھے کہ صدیقیت عظمیٰ کا مرتبہ غزالی کو حاصل تھا چنانچہ ان کا قول تھا جسکے من باہی بہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم موسیٰ وعیسیٰ وشہد لہ بصدیقون ما لعبد لیقۃ العظمیٰ۔ اور شیخ جمال الدین اسنوی نے مہمات مین امام غزالی کا تذکرہ نہایت خوب لکھا ہے وہ لکھتے ہین "ہو قطب الوجود والبرکۃ الشاملۃ لکل موجود وروح خلاصۃ اہل ایمان والطریق الموصلۃ الی رضا الرحمن یتقرب الی اللہ تعالے بہ کل صدیق ولایبغضہ الا الملحد او زندیق قد انفرد فی کل العصر عن اعلام الزمان کما انفرد فی ہذا الباب فلا یترجم معہ انسان انتہیٰ کلامہ۔" یعنے امام غزالی اپنے زمانہ مین قطب ہے اور اوسکا وجود باوجود ایسا بابرکت ہے کہ جسکی برکتین شامل حال ہر موجود کی ہین اور اونکا وجود گویا روح خلاصہ ہے ہر ایمان اور اوس راستہ کا جو راہ مستقیم موصل الی اللہ ہے اور ان بزرگ سے کوئی بغض نہین رکھتا ہے مگر وہی شخص جو کہ زندیق اور ملحد ہے اور اپنے زمانہ مین وحید العصر تھے اور یکتائے دہر تھے۔ جیسے اس کتاب کے باب مین اپنے نام کے منفرد ہین۔ ا تھے۔

علامہ غزالی جیسا کہ اپنے کمال علم مین یکتائے دہر ہین ویسے ہی اس علامہ کی تصنیفات بھی اپنا نظیر نہین رکھتین۔ خصوصاً احیاء العلوم جس کے دیکھنے سے اہل کمال وعلم سیر نہین ہوتا اور طالبان اخروی کو اسکے دیکھنے سے بے انتہا مذاق پیدا ہوتا ہے۔

ملا کاتب چلپی نے کشف الظنون مین لکھا ہے کہ احیا پہلے مغرب مین پہونچی بعض علماے مغاربہ نے بعض امور سے انکار کیا اور رد علی الاحیا لکھا اونہین سے بعض نے خواب مین دیکھا جس سے

شیخ کی کرامت اور صدق نیت ظاہر ہوتی ہے علامۂ غزالی کی طرف سے جو کچھ اوس کے دل مین خفگی تہی اوس سے توبہ کی ابن السبکی نقل کرتے ہین کہ شیخ ابن حرازم اپنے دوستون کے حلبہ مین آئے ایک کتاب لیے ہوئے تہے یارون سے خطاب کرکے کہا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کتاب میرے ہاتہ مین کونسی ہے؟ یہ کتاب احیار العلوم ہے حالانکہ شیخ ابن حرازم اقوال علامہ غزالی پر طعن کیا کرتا اور اس کتاب سے اوسکو شدید انکار رہتا شیخ نے اپنا جسم کہول کر دکہایا جسپر ضرب تازیانہ کے نشان تہے کہا کہ غزالی میرے خواب مین آیا اور مجہکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا اور عرض کی کہ اے رسول مقبول یہ شخص اپنے زعم مین کہتا ہے کہ مین تمہاری کتاب رد کرونگا اور ایسے مضامین بیان کرون کہ تمنے اوسکو کبہی سنا ہی نہ ہوگا اور بیان کرنا تو کیا سنے آنحضرت نے حکم ضرب تازیانہ کا فرمایا اور مجہپر تازیانے پڑنے لگے۔ اور ایسا ہی مناوی نے نقل کیا ہے طبقات مین۔

ابو الفرج ابن جوزی کہتے ہین کہ مین نے احیار العلوم کے اغلاط ایک کتاب کی صورت مین جمع کیے ہین اور اوس کتاب کا نام اعلام احیا باغلاط الاخیار رکہا اور کتاب تلبیس ابلیس مین بہی بعض مقامات مین احیا کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ابو المظفر امام غزالی کے نواسے نے اس کا جواب یون دیا ہے کہ یہ کتاب صوفیہ کرام کے طریقہ پر ہے اصول فقہ کی اس مین ایسی پابندی نہین کی گئی ہے لہذا جن احادیثون کی صحت مستند نہین ہوئی اوس سے انکار کیا ہے ابو الفرج کہتے ہین کہ اون حدیثون سے انکار نہ کرنا چاہیے کس واسطے کہ اون حدیثون کا لانا ترغیب اور ترہیب کے واسطے ہے۔ حافظ زین الدین عراقی نے تخریج احادیث مین دو کتابین لکہی ہین ایک کبیر اور دوسری صغیر اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے ایک مجلد مین استدراک مافات عراقی کی اور اوسی طرح پر تخریج احیا زین الدین قاسم بن قطلوبغا الحنفی نے لکہے اور اوسکا نام تحفۃ الاحیار رکہا غزالی نے بہی حل مشکلات احیا مین ایک کتاب لکہی ہے اور اوسکا نام املاء علے مشکل الاحیار رکہا ہے اور اجوبۃ المسکتۃ من اسئلۃ المبہمہ بہی اوسکا نام ہے۔ سید ابی الفیض محمد المرتضی الحسینی الواسطی بلگرامی ثم المصری ثم الزبیدی۔ کتاب اتحاف السادۃ المتقین بشرح اسرار احیا علوم الدین مین لکہتے ہین کہ امام ابو ابراہیم فتح بن علی بن فتح البنداری الاصفہانی اپنی ذیل تاریخ بغداد مین لکہتے ہین کہ "الغزالی ممن لم تر العیون مثلہ لسانا و نطقا و بیانا و خاطرا و ذکاء و طبعا" یعنی غزالی ایسا شخص فصیح و بلیغ اور ذکی و طباع میری آنکہون نے نہین دیکہا۔ جب فخر الملک وزیر ہوا اور علامہ غزالی

کے کمال کی شہرت عامہ کو سُنا تو آ درخواست کی کہ آپ مدرسہ نظامیہ کی تعلیم فرمائی اگرچہ اس تقرری سے علامہ غزالی کو اک خصوصیت اور عظمت کے ساتھ شہرت ہوگئی لیکن ساتھ ہی اوسکے شیخ کے مخالفین بھی اوسی قدر زیادہ ہو گئے تاہم غزالی نے اونکی مخالفت سے کوئی اثر نہین لیا اور نہ اونکے جواب کی طرف کبھی متوجہ ہوا۔

نیشاپور چھوڑنے کے بعد بقول سمعانی علامہ نے تدریس علم حدیث شروع کی اور مراقبہ اور مجالست مین اپنی عمر ختم کر دی۔ ابو الفتیان عمر بن ابی الحسن سے بھی حدیث کی سند طوس مین لی اور نہایت اونکی تعلیم و تکریم کی اور اونکی صحبت مغتنم سمجھکر صحیحین اون سے سُنی لیکن ایسا گمان نہین ہوتا ہے کہ حدیث مین علامہ سے کسی نے روایت کی ہے یا نہین۔ اگر کسی نے حدیث مین روایت کی ہے تو وہ بہت کم ہے اور نہایت قلیل لوگون نے اونسے حدیث کی روایت سے ہے جو بالکل مشہور نہین۔

جن لوگون نے امام غزالی کی نسبت فلسفہ کا الزام رکھا ہے گو وہ کسی حد تک صحیح ہو لیکن آخر وقت مین تمام علوم ترک کر دیے تھے اور صرف حدیث پر دار و مدار رکھا تھا یہان تک کہ ملا علی قاری روایت کرتے ہین کہ جب امام غزالی کا وصال ہوا تو سینہ مبارک پر صحیح بخاری کی جلد رکھی تھی۔

شاہ عبد الحق بن سیف الدین دہلوی اپنی مشہور اور مستند کتاب مرج البحرین مین امام محمد غزالی کی نسبت لکھتے ہین کہ امام علامہ اوائل عمر مین فقہاے متکلمین کے طریقہ پر تھے لیکن آخر عمر مین پکے صوفی اور موحد بن گئے۔ اس گروہ مین بھی محققین اور مشہور علما مین شمار کیے جانے لگے اور امام حجۃ الاسلام کے لقب سے ملقب ہوئے۔ علم تصوف مین اکثر کتابین تصنیف فرمائین۔ بعض ارباب کشف نے صحبت معنوی مین حضرت رسول مقبول سے امام غزالی کی نسبت دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا "ذلک رجل وصل الی المقصود" یعنے امام غزالی ایسے شخص ہین جو مقصود سے مل گئے۔ بعضون نے وصل المقصود اور وصل الی المقصود مین فرق پیدا کیا ہے یعنے الی دلالت کرتا ہے انتہاے غایت کے لیے تو بہ نسبت وصل المقصود کے الی المقصود مین غایت درجہ کا وصل ہے اور اسی معنی کو قول امام یافعی کا موید ہے چنانچہ وہ اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ امام غزالی اولیاے کرام مین صدیقیت کا مرتبہ رکھتے تھے شیخ ابو الحسن شاذلی کہتے ہین کہ جس شخص کو کوئی حاجت بارگاہ الٰہی مین ہو اوسکو چاہیے

کہ امام غزالی سے وسیلہ پکڑے۔ شیخ فقیہ امام عارف باللہ سے روایت ہے کہ امام غزالی ایسے رفیع المقام تھے کہ ایک روز آفتاب کو حکم دیا کہ ٹھہر جا آفتاب ٹھہر گیا واللہ اعلم بالصواب۔

امام حجۃ الاسلام محمد غزالی کے بعض شاگردون مین سے جو کہ تحصیل علوم سے فارغ ہو چکے تھے ایک روز اونکو یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ مین نے تمام عمر تحصیل علم مین صرف کی اور سالہا سال اس رنج و مشقت مین گذارے لیکن یہ نہ معلوم ہوا کہ کونسا علم نافع تر ہے جو آخرت مین کام آوے اور نہ یہ معلوم ہوا کہ کون علم غیر نافع ہے کہ اوس سے بچنا چاہیے کیونکہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ "نعوذ باللہ من علم لا ینفع"

غرضکہ اس اندیشہ مین خواجہ امام حجۃ الاسلام محمد غزالی کی خدمت مین ایک عریضہ لکھا اور التماس نصیحت و دعا کی اور اپنے شکوکات اور خیالات پیش کیے۔ امام علامہ نے چند نصیحتون کے ساتھ اونکو جواب دیا کہ اے پیارے عزیز اور مخلص دوست تمکو جاننا چاہیے کہ رسول مقبول سے جو احادیث مروی ہین اور وہ تمام عالم مین مشہور ہین وہ کافی ہین فائدہ اوٹھانے کے لیے اور اون نصائح سے اگر تمکو کچھ پہونچا ہے تو میری نصیحت سے کیا فائدہ اور اگر تمکو اون نصائح سے کچھ نہین معلوم ہے تو سنو اے پیارے فرزند نصیحت کرنا آسان ہے لیکن اون نصیحتون پر عمل کرنا سخت مشکل ہے اس واسطے کہ نصیحت کی تلخی دنیا دارون اور ہوا پرستون کے لیے نہایت بدمزہ ہے اور منہیات کے خیالی ذائقے ترک منہیات کو ازبس مانع ہے علی الخصوص اوس شخص کو جسنے دنیاوی علوم تحصیل کرکے فضل و مرتبہ دنیاوی پایا ہے اس واسطے کہ ایک عالم جانتا ہے کہ صرف تحصیل علم وسیلہ نجات اخروی ہے اور اسکو تحصیل کے بعد عقاب اخروی سے چھٹکارا ہوجائے گا اسی وجہ سے عمل سے بے پروا ہوتا ہے اور یہ اعتقاد نہایت بدتر ہے کیونکہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "ان اشد الناس عذاباً یوم القیامت عالم لم ینفعہ اللہ بعلمہٖ" یعنے سخت اور شدید عذاب بروز قیامت اوس عالم پر ہوگا جسکے علم سے کچھ نفع نہین پہونچا۔ اے فرزند اس بات کو یقین کرنا چاہیے کہ مجرد علم دستگیری نہین کرتا ہے کیونکہ اوسکی مثال اس طرح پر سمجھنا چاہیے کہ اگر کوئی شخص بیابان مین جاتا ہو وحشت و جنگل کا سفر کرتا ہو اوسکے پاس نہایت تیز خنجر ہین اور زہر آلود تیر ہین نیزا ہے برچھی ہے اور تمام اسلحہ سے آراستہ ہے اور باوجود اس ساز و سامان کے وہ نہایت مکیت ہیکیت ہے اور تجربہ کار اور جنگ آزمائی ہے۔ ناگاہ اوسکو شیر۔ اژدر دکھلائی دے۔ لیکن اے فرزند کیا تم باور کرسکتے ہو کہ بغیر اسکے کہ وہ اپنے

ہتہیارون سے کام لے شیر بہاگ سکتا ہے۔ مگر نہین وہ فوراً اپنے نایاب ہتہیارون کو کام مین لائیگا اور اپنے قوی بازوون سے اُسکے مقابلہ کو تیار ہو جائیگا۔ اور اگر ایسا نہ کریگا تو نہایت خطرناک حادثہ پیش آئے گا پس ایسا ہی حال ہے اوس عالم کا کہ اگر اوسکو صدہزار مسئلے یاد ہین اور ایک مسئلہ کے اوپر بہی عمل نہین کرتا ہے تو اوس عقل و دانش وعلم وفضل سے کیا فایدہ اور اسی طرح اگر کوئی بیمار ہے اور اوسکو صفراوی بخار ہے اور جانتا ہے کہ سکنجبین اور آب جو اوسکو مفید ہے اگر اوس بخار کا علاج ان ادویات نہ کرے تو کیا تم سمجھ سکتے ہو کہ محض اوسکا جاننا اوسکے مرض کو دفع کر دے گا۔ ہرگز نہین۔ کیونکہ یہ تو تم جانتے ہو کہ دفع مرض بغیر استعمال ادویہ کے نہین ہو سکتا ہے بہت علم حاصل کرنا اور بیشمار کتابین جمع کرنا بغیر اسکے کہ اوسپر عمل کرے کوئی فائدہ نہین۔

اے فرزند جب تک عمل صالح نہ کروگے رحمت ایزدی کے مستحق نہین ہو کیونکہ خداوند فرماتا ہے۔ "انؔ[1] الانسان الاماسعی" دوسری آیت اسی مضمون کی یہ ہے "فمن کان[2] یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً"۔ تیسری آیت "جزاءً[3] بما کانو یعملون"۔ چوتھی آیت "ان[4] الذین آمنوا وعملوا الصالحات کانت لہم جنات الفردوس نزولاً خالدین فیہا"۔ پانچوین آیت "الا[5] من تاب وآمن وعمل عملاً صالحاً"۔ حضرت رسول مقبول کی اس حدیث مین تم کیا کہہ سکتے ہو "بنی الاسلام علیٰ خمس شہادت ان لا الہ الا اللہ وانّ محمداً عبدہٗ ورسولہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الذکوٰۃ وصوم رمضان وحج البیت من استطاع الیہ سبیلا دوسرا قول الایمان اقرار باللسان وتصدیق بالجنان وعمل بالارکان"۔ اس سے زیادہ کیا دلیل ہو سکتی ہے تمہارے سمجھنے کے لیے۔ یہ ضروری بات ہے کہ بندہ اپنے عمل سے بہشت مین نہین پہونچ سکتا ہے تاوقتیکہ رحمت ایزدی شامل حال نہ ہو۔ لیکن جب تک کہ بندہ

[1] یعنے انسان کے واسطے اپنی ہی کوشش ہے۔
[2] پھر جسکو امید ہو ملنے کی اپنے رب سے تو وہ عمل صالح کرے۔
[3] بدلہ اوسکا ہے جو کرتے تھے۔
[4] جو لوگ کہ یقین لائے ہین اور کیے ہین اعمال نیک اونکے واسطے ہین سرسبز اور شاداب باغ جنت کے اور یہ اونکی مہمانی ہے جسمین وہ آسائش سے بسر کرین!۔
[5] مگر جسنے توبہ کی اور یقین لایا اور کیا کچھ کام نیک۔

اپنے اعمال سے اور اطاعت اور تابعداری سے اپنی ذات کو رحمت الٰہی کا مستحق نہ کرے اوسوقت تک رحمت الٰہی شامل حال نہین ہوتی ہے "ان رحمت اللہ قریبٌ من المحسنین" اگر کوئی کہے مجرد ایمان انسان کو بہشت مین پہونچا سکتا ہے تو بیشک مین کہونگا کہ ہان لیکن اوس وقت پہونچتا ہے جب ہزارون طرح کے عذاب اوسپر گذر جاتے ہین۔ بعد خرابی بسیار اوسکو بہشت نصیب ہوتی ہے اور اے فرزند یہ یقینی امر ہے کہ جب تک انسان کام نہین کرتا مزدوری نہین پاتا ہے۔ ایک عابد بنی اسرائیل سے ایک مدت دراز تک عبادت کرتا رہا خداوند کریم کو جب منظور ہوا کہ اوسکی خلوص نیت کا اظہار ملائکہ پر کرے ایک فرشتے کو اوس عابد کے پاس بھیجا اور حکم دیا کہ میرے بندے سے جا کر کہو کہ تمام کوششین جو کچہہ تم کرتے ہو سب بیکار ہے کیونکہ تم دوزخی ہو اوس فرشتے نے اوسیطرح اوس عابد کے پاس آکر پیغام دیا اوس عابد نے جواب دیا کہ مجہکو اطاعت اپنے مالک کی منظور ہے اوسکی جو مشیت ہو وہ فرشتہ جب واپس آیا بارگاہ الٰہی مین عرض کیا۔ ندا آئی کہ جبکہ اوس نے عقاب و عذاب اور ملامت سے مجہ سے مُنہ نہ موڑا تو مین کریم اور رحیم سے کیون مُنہ موڑنے لگا "اشہدوا یا ملائکتی انی قد غفرت لہ" یعنے اے فرشتے تم گواہ رہنا کہ مین نے اپنے بندے کو بخشدیا۔ اے فرزند سُنو حضرت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہین۔ "حاسبو قبل ان تحاسبو وزنو قبل ان توزنو" امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین۔

"من ظن انہ بدون الجہد یصل الی الجنۃ فہو متمن ومن ظن انہ ببذل الجہد یصل فہو متعن" یعنے جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ مجکو جنت میری عبادت کے صلے مین نہین ملے گی بلکہ رحمت سے وہ ممنون ہے اور جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ مین اپنی کوشش کا نتیجہ پاؤنگا تو وہ مستغنی ہے حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہین "طلب[1] الجنۃ بلا عمل ذنبٌ من الذنوب۔ اے فرزند اگر تمنے اپنی راتین تحصیل علم مین گذرانی اور مکرر کتابون کو دیکھا کیے کیا یہ غرض تہی کہ اوس سے دنیاوی آسائشین دستیاب ہون " دنیاوی مراتب ومناصب ملین" تو افسوس ہے اور نہایت افسوس!! اور اگر غرض تمہاری احیاے شرلعیت نبوی ہے اور اشاعت دین محمدی اور تہذیب اخلاق ہے تو "فطوبی لک ثم طوبی لک" یعنے مبارک ہو تمکو اور مبارک ہو تم کو!!

---

[1] یعنے جسنے طلب کیا جنت کو بلا عمل کے وہ گناہ ہے شل اور معصیتون کے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین ”عش ماشئت فانک میت واحبب ماشئت فانک مفارقہ واعمل ماشئت فانک مجزی بہ“۔

اے فرزند تمکو تحصیل علم کلام اور طب اور دواوین اور اشعار اور نجوم اور نحو و تصریف وغیرہ سے کیا فائدہ اور کیا حاصل سوائے تضییع اوقات اور کیا ہے۔ اے فرزند علم بے عمل دیوانگی ہی ہے اور عمل بے علم بیگانگی ہے جو علم کہ آج معصیت سے تجکو باز نہین رکہتا ہے فرد اے قیامت بہی آتش دوزخ سے تجکو نہ بچائے گا۔ اگر آج عمل نہ کریگا اور عمر گذشتہ کی تلافی مین عبادت الٰہی مین مشغول نہ ہوگا تو آگاہ ہوجاؤ کہ فرد اے قیامت تمکو یہی جواب دینا ہوگا ”قولہ تعالےٰ فارجعنا نعمل صالحاً“ تو فرشتے تجہ سے یہ کہین گے کہ اے احمق تو تو اوسی جگہ سے آتا ہے۔

اے فرزند تجکو ہمت کرنا چاہیے تاکہ منزل گاہ مین جہان تیرا ابدی قرار ہے وہان کے لیے سرمایہ جمع کر کیونکہ اوس شہر خموشان کے رہنے والے تیرے ہر وقت منتظر رہتے ہین اگر تم اوسکے ساتہے جاؤ تو زنہار خالی نہ جانا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین ”ہذہ الاجساد قفص الطیور او اصطبل الدواب“ یعنے یہ جسم طائرونکا پنجرہ ہے یا گہوڑون کا اصطبل ہے۔ اپنے دل مین اندیشہ کرو کہ ان دونون چیزون سے ہم کون ہین اگر تم مرغ آشیانہ ہو جب طبل ارجعی کی آواز سنوگے تو اوڑکر ایک بلند جگہ مین بیٹہ جاؤگے ”اہتز عرش الرحمن بموت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ“ اور اگر عیاذاً باللہ چوپائے ہو تو یقین جانو ”اولئک کالانعام بل ہم اضل“ کے مصداق ہوگے اور یقین سمجہو کہ تم اپنی جگہ سے سیدہے جہنم مین چلے جاؤگے۔

نقل ہے کہ حسن بصری علیہ الرحمۃ کے واسطے آب سرد لائے جب جام آب ہاتہہ مین لیا تو ایک آہ سرد کہینچی اور بیخود ہوگئے۔ جب ہوش مین آئے تو حاضرین مین سے کسی نے عرض کی کہ یا شیخ یہ کیا حالت تہی فرمایا ”ذکرت امنیۃ اہل النار مین یقول لاہل الجنۃ ان افیضوا علینا من الماء“ یعنے اہل نار کا حال مجہکو یاد آگیا کہ جب ازبس تشنگی سے وہ اہل جنت سے پانی کے خواستگار ہونگے اے فرزند اگر تمکو محض علم کافی ہوتا تو عمل کی کچہہ حاجت ہی نہ تہی اور اس ندا کی کوئی ضرورت نہ تہی ”ہل من سائل“ ”ہل من تائب“ ”ہل من مستغفر“!

سلہ اب ہمکو پہر بہیج تاکہ کرین عمل صالح۔

سلہ وہ ہین مثل جانورون کے بلکہ اونسے بہی گمراہ تر۔

کسواسطے کہ نہایت صحیح روایت مین آیا ہے کہ جب آدہی رات ہوتی ہے تو خداوند کریم ایک ندا فرماتا ہے" ہے کوئی توبہ کرنے والون مین۔ ہے کوئی حاجت چاہنے والون سے۔ ہے کوئی استغفار کرنے والون سے۔ ندا آئی "ہل من سائل" صبح کے وقت اسواسطے ہے کہ قول اللہ تعالے کا "کانو قلیلاً من الیل ما یہجعون وبالاسحار ہم یستغفرون"

نقل ہے کہ ایک روز حضرت رسول مقبول کے حضور مین ایک جماعت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین حاضر تھی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عبداللہ ابن عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر ہوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نعم الرجل ہو لو یصلے باللیل" یعنے وہ شخص بہت اچھا ہے جو شب بیداری کرے اور نمازین ادا کرے۔ حضرت نے ایک صحابہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ "لا تکثر النوم باللیل فان کثرت النوم باللیل تدع صاحبہ فقیراً یوم القیامتہ" زیادہ نہ سویا کرو کیونکہ جو شخص زیادہ سوتا ہے وہ بروز قیامت فقیر اوٹھے گا۔ یعنے سرمایہ آخرت کا اوسکے پاس نہوگا اور عمل صالح کے ذخیرے سے اوسکی جیب خالی ہوگی۔

اے فرزند خلاصہ نصیحت کا یہ ہے کہ تم اس بات کو جانو اور سمجھو کہ اطاعت کیا ہے اور عبادت کیا ہے۔ عبادت متابعت شارع علیہ السلام ہے جس امر کا اوس نے حکم کیا اور جسکو منع کیا اور جو کچھ فرمایا اور جسکا عمل کرکے دکھایا اسی کا نام عبادت اور طاعت ہے کیونکہ جو فعل عبادت کی صورت مین ہے اور اوسکا حکم نہین وہ حقیقت مین عبادت نہین ہوسکتی۔ بلکہ وہ نافرمانی اور عدول حکمی ہے اگرچہ نماز روزہ ہی کیون نہو۔ اگر کوئی عید یا ایام تشریق مین روزہ رکھے وہ گنہگار ہوگا۔ اسی طرح گر وہ وقت مین نماز ادا کرے یا مقامات مغصوبہ مین نماز پڑہنے لگے تو درحقیقت وہ نماز معصیت مین داخل ہوگی اسی طرح پر اگر لہو لعب جائز مین مشغول ہو تو بہی گنہگار نہین ہوسکتا۔ اگر کوئی اپنی منکوحہ عورت سے بطور تفریح اوسکے ساتھ لہو لعب مین مشغول ہو تو اوسکو ثواب ہوگا اگرچہ وہ صورت مین لہو لعب کے ہے۔ پس معلوم ہوا کہ عبادت فرمان برداری کا نام ہے نہ مجرد نماز روزے کا۔ کیونکہ نماز روزہ بہی اوسی وقت مین عبادت ہے جبکہ مطابق حکم کے ہو۔

پس اے فرزند اپنے اقوال اور افعال کو حکم الٰہی کے مطابق رکھو اور متبع شریعت رہو

سلہ تھے وہ رات کو تہوڑا سونے والے اور صبح کے وقتون مین معافی مانگنے والے۔

کیونکہ عمل و علم بغیر فتوی شارع علیہ السلام گمراہی ہے اور بُعد الٰہی کا باعث ہے۔ اور یہی سبب تھا کہ انبیاے سابقین کے اکثر احکام منسوخ ہوگئے۔

پس یہی چاہیے کہ کوئی کام بغیر حکم شریعت نہ کرو اور اس بات کا یقین کرنا چاہیے جو علوم دنیاوی کہ تمنے تحصیل کیے ہین وہ راہ مستقیم اے اللہ کے واسطے کچہہ مفید نہین اسی طرح پر شطح طامات اور ترہات صوفیانہ کی رسمین اختیار نہ کرو بلکہ اس راہ کو مجاہدہ نفس سے طے کرنا چاہیے کیونکہ خواہشات نفسانی کا خون شمشیر مجاہدہ سے کرنا بہتر ہے نہ صوفیانہ ڈہکوسلون سے اور جہی باتون مین اپنا تاریک زمانہ گزارنا پسندیدہ نہین ہے شہوات نفسانی مین اپنے دل مبتلا کرنا نشان شقاوت ہے جب تک کہ نفس مجاہدہ شرعی سے زبردست نہوگا نور معرفت سے ایک نئی حیات حاصل نہوگی۔

اے فرزند تمنے چند مسئلے دریافت کیے ہین لیکن بعض قابل لکہنے اور زبان سے نکالنے کے نہین ہین اگر اوس مقام تک پہونچوگے تو تمکو خود ہی معلوم ہو جایگا اور اگر اوس مقام تک نہ پہونچے تو تم اوسکے معلوم کرنے کی قابلیت نہین رکہتے ہو۔ ابہی یہ تمکو نہین معلوم ہے کہ ایسے باریک مسائل کا معلوم کرنا محالات سے ہے اس واسطے کہ یہ کیفیت اور ذوق ہے اور کیفیت اور ذوق تقریر اور تحریر سے ادا نہین ہوسکتا شیرینی اور تلخی کو اگر کوئی شخص بیان کرنا چاہے تو وہ کبہی بیان نہین کرسکتا کہ شیرینی اور تلخی کی لذت کیا ہے۔

اے فرزند اگر ایک نامرد پیدایشی کسی کو خط لکہے کہ لذت مجامعت کیا ہے اوسکا جواب دینے والا یہی لکہدے گا کہ وہ کیفیت ہے اور ایسا لطف انگیز مزا ہے کہ جب تم کسی عورت سے صحبت کرنے پر قادر ہو تو جان سکتے ہو۔

اے فرزند تمہارے بعض سوالات اسی قسم کے ہین جن کی تقریر و تحریر محالات سے ہے اور جن باتون کو مین سمجہا سکتا ہون اوسکے اکثر جواب احیاء العلوم اور دیگر میری تصانیف سے تم پا سکتے ہو۔ اس مختصر نامہ مین تمکو مفصل طور پر نہین بتا سکتا ہون لیکن اشارۃً لکہا گیا تمنے دریافت کیا کہ سالکان راہ خدا کو کیا واجب ہے۔ لہذا تم کو معلوم ہو کہ اول جو چیز طالب خدا کو واجب ہے وہ اعتقاد پاک ہے اس طرح سے جس مین کوئی بدعت نہو۔ دوسرے توبۃ النصوح یعنے پہر افعال بد کو نہ کرنے۔ تیسرے اپنے دشمن کو خوش کرنا اس طرح پر کہ کسی بندہ کو اوسپر حق نہین ہے۔ چوتہے علم شریعت اتنا جاننا جس سے احکام الٰہی بخوبی بجالاسکے اور منکرات سے باز رہے

اور زیادہ اس سے اوسکو جاننا ضروری نہین ہے اور دوسرے علم اوسکو اس قدر جان لینا چاہیے کہ جس سے وہ اپنی کارروائی کرسکے اور اوسکی خلاصی اور نجات مقصود ہو۔ اسکے بخوبی سمجھنے کے لیے مین ایک حکایت نقل کرتا ہون۔ بعض مشائخ فرماتے ہین کہ شبلی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ مین نے چارسو اوستادون کی خدمت کی اور اون سے چار ہزار حدیثین پڑہین اور ان چار ہزار حدیثون سے صرف ایک حدیث پر عمل کیا اور وہی کافی ہے کیونکہ اپنی نجات اور خلاصی اوس مین دیکھی۔ وہ یہ حدیث ہے۔ "اعمل لدنیاک بقدر مقامک فیہا۔ واعمل لآخرتک بقدر بقائک فیہا واعمل للہ بقدر حاجتک الیہ واعمل للنار بقدر صبرک علیہا"

پس اس حدیث سے تمکو معلوم ہوگا زیادہ علم کی ضرورت نہین کیونکہ علم حاصل کرنا فرض کفایہ ہے نہ فرض عین۔ دوسری حکایت مین منقول ہے کہ حاتم اصم علیہ الرحمۃ شاگردان اور مریدان شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے ہین۔

ایک روز شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے حاتم تم کتنی مدت سے میری صحبت مین ہو عرض کیا تینتیس برس سے۔ فرمایا اتنی مدت مین تمنے کس قدر تحصیل علم کی اور کس قدر مجہہ سے تمکو فائدہ ہوا حاتم نے عرض کیا کہ آٹھہ فائدے آپ سے مین نے حاصل کیے شقیق علیہ الرحمۃ نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اے حاتم مین نے تمام عمر تمہاری تعلیم مین صرف کردی مگر تمکو مجہے صرف اسیقدر فائدہ حاصل ہوا۔ حاتم نے عرض کی کہ اے شیخ اگر آپ سچ سچ مجہہ سے دریافت فرماتے ہین تو درحقیقت مین نے اسی قدر فائدہ آپ سے اوٹھایا ہے اور اس سے زیادہ مین سیکہنا بھی نہین چاہتا ہون کیونکہ مجہے یقین ہے کہ نجات انہین آٹھہ فائدون سے ہوجائیگی شیخ نے فرمایا کہ بیان کرو کہ وہ فائدے کیا ہین۔ عرض کیا۔

دو اول یہ ہے کہ مین نے تمام مخلوقات کو دیکھا کہ ہر شخص کسی دلربا کو چاہتا ہے کسی معشوق کو پیار

لہ یعنے دنیا کے واسطے اسی قدر کوشش کرنا چاہیے جس قدر تمہارا اوس مین مقام ہے اور یہ ظاہر ہے کہ دنیا مین چند ہی روز رہنا ہے بس اسیقدر تمکو کوشش چاہیے اور آخرت کے واسطے تمکو اسی قدر عمل کی ضرورت ہے کہ جتنا تمہارے بقا کے واسطے کافی ہو اور خدا کے لیے کام کرنا اوتنا ہی ضروری ہے جتنی تمکو اوس کی طرف حاجت ہے اور افعال نار اوسیقدر تم کرو جتنی اوسکی تم کو طاقت ہو۔

کرتا ہے کسی کا شیدائی ہے کسی کے لیے جان گوائی ہے لیکن وہ معشوقان مجازی اور محبوب
ناآشنا کوئی اوس عاشق جانباز کو تالب گور پہونچا آتا ہے اور کوئی مرض موت تک ساتھی ہوتا
ہے اور بعد اوسکے اوسکو تنہا اوسی حالت مین چھوڑ دیتے ہین اور کوئی قبر مین اوسکا مونس اور
اور غمگسار نہین ہوتا ہے۔ پس مین نے خیال کیا کہ مین ایسا محبوب اور معشوق پیدا کرون جو
میرا قبر مین مونس اور غمگسار ہو۔ جب مین نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ محبوب میرا عمل صالح ہے
پس مینے اوسیکو اپنا محبوب بنایا اور اوسی سے عاشقی کی۔ شیخ شقیق نے فرمایا "احسنت اے حاتم"
یعنے اے حاتم بہت خوب کیا۔

فائدہ دوم۔ مین نے جب تمام عالم کی طرف بنظر تامل دیکھا تو سبھون کو اپنے نفس کا مطیع پایا اس
مقدس آیت پر مین نے غور کیا قولہ تعالےٰ واما من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الہواے فان الجنۃ
ہے الماویٰ[1] پس مجھے یقین ہوگیا کہ قرآن حق ہے برخلاف نفس بدکردار کے عمل کیا اور مجاہدہ کے
لیے تیار ہوگیا اور اوسکو مجاہدہ کے تنگ قیدخانہ مین گرفتار کرلیا اور کوئی آرزو اوسکی مین نے پوری
نہین کی جو خلاف اطاعت حق ہے یہانتک کہ وہ اطاعت حق کا مطیع ہوگیا۔ شقیق نے فرمایا
"بارک اللہ علیک"

فائدہ سوم۔ مین نے جب دنیا کو بنظر غور دیکھا تو ایک کو متاع دنیا کے حصول مین کوشش اور
رنج اوٹھاتے پایا اور جب اونے چیزین بھی اونکو کامیاب ہوتے پایا تو نہایت خرم وشاد دیکھا
پس مین نے اس کلام پاک پر تامل کیا: ما عندکم ینفد وما عند اللہ باق[2]۔
پس جو کچھ سرمایہ کہ مین نے برسون مین جمع کیا سب راہ خدا مین تصدق کردیا اور خدا کی امانت
خدا کو سپرد کردی تاکہ آخرت کا توشہ میرا جمع رہے۔ شقیق نے فرمایا بہت خوب سمجھے
فائدہ چہارم۔ جب مین نے خلق اللہ کے حالات وخیالات پر نظر کی تو بعض گروہ ایسے پائے
جو سمجھتے ہین کہ انسان کا شرف اور عزت اور مرتبہ زیادتی خاندان اولاد وقبائل پر ہے اور جو
ایسے ہوتے ہین اونکو اس امر کا فخر بھی ہوتا ہے اور بعض لوگ ایسا خیال کرتے ہین کہ شرف اور

---

[1] اور جو خدا کے حضور مین کھڑے ہوتے اور روکا ہو جس نے اپنے نفس کو اپنی خواہش نفسانی سے
پس ضرور اوسکے واسطے جنت ہے جگہ رہنے کی۔

[2] جو چیز نزدیک تمہارے ہے وہ فنا ہونیوالی ہے اور جو کہ خدا کے پاس ہے وہ باقی ہے۔

بزرگی اور مرتبہ اور وجاہت اسمین ہے کہ بہت مال ومتاع ہو دولتمند ہون۔ کثیر الاولاد ہون۔ اور ایسے لوگ ان باتون پر فخر بھی کرتے ہین" اور بعض گمان کرتے ہین کہ عزت وشرف انسان کا زیادتی رعب وداب پر ہے لوگون پر غصہ کرنا اونکو ڈانٹ ڈپٹ بتانا۔ مارنا۔ خونریزی کرنا یہ سب امور وجاہت کے ہین پس مین نے اس آیہ کریمہ پر غور کیا۔ "ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم"[1] مین نے اس پر اعتقاد رکھا کہ قرآن حق ہے اور یہ خیالات خلق کے خطا پر ہین پس مین نے تقوی اختیار کیا تاکہ خدا کے نزدیک کریمون سے ہون شقیق نے فرمایا۔ احسنت اے حاتم" یعنے بہت خوب سمجھے اے حاتم۔

فائدہ پنجم۔ مین نے جب مخلوقات عالم پر نظر کی ایک قوم ایسی پائی کہ ایک دوسرے کی بدی کرتے ہین اور جب غور کیا تو معلوم ہوا کہ حسد کا نتیجہ ہے جو دوسرے کے جاہ اور علم پر حسد کرتے ہین۔

پس اس آیت پاک کے مضمون پر مین نے نظر کی۔ "نحن قسمنا بینہم معیشتہم فی الحیوٰۃ الدنیا" مین نے خیال کیا کہ جب ازل ہی سے ہر شخص کی روزی علم۔ مرتبہ تقسیم ہوگیا ہے اور کسی کو کسی شے پر کچھہ اختیار نہین ہے۔ پس مین خدا کے تقسیم کیے ہوئے حصہ پر قانع ہوا اور خلق سے صلح کرلی"۔ شقیق نے کہا اے حاتم تمنے خوب کہا"

فائدہ ششم۔ جب اہل عالم کی جانب نظر کی تو معلوم ہوا کہ ایک دوسرے کا دشمن ہے کوئی کسی غرض سے کوئی کسی سبب سے پس اس آیت مقدسہ پر مین نے نظر کی "ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا"[2] مین نے جان لیا کہ قرآن حق ہے اور سوائے شیطان اور متبع شیطان کے کسی کا دشمن نہ ہونا چاہیے پس شیطان کا مین دشمن ہوگیا اور اوسکے کسی حکم کی فرمانبرداری نہ کی اور خدائے پاک کی پرستش کی اور اوسیکو بزرگ جانا اور یہ سمجھا کہ صراط مستقیم یہ ہے جیسا ارشاد ہوا ہے۔ قولہ تعالی الم اعہد الیکم یابنی آدم ان لا تعبدوا الشیطان انہ لکم عدو مبین وان اعبدونی[3]

---

[1] درحقیقت تم مین کا بزرگ وہی ہے نزدیک اللہ کے جو متقی ہے ۱۲

[2] درحقیقت شیطان تمہارا عدو ہے پس تم بھی اوس سے دشمنی رکھو۔

[3] آیا مینے نہین بھیجا تھا تمہاری طرف اے اولاد آدم کہ نہ پرستش کرو شیطان کی اسواسطے کہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے اور پرستش کرو میری اور یہی راستہ سیدہا ہے۔

ہذا صراط مستقیم"۔ شقیق نے فرمایا کہ اے حاتم بہت خوب تمنے کیا"
فائدہ ہفتم۔ اہل عالم کو مین نے دیکھا کہ ہر شخص طلب قوت اور معاش مین کوشش کرتا ہے اور اس سبب سے مال حرام اور متاع مشتبہ حاصل کرتا ہے۔ اور اس حرام خوری سے ذلیل اور خوار رہتا ہے پس اس آیت پر نظر کی وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا۔[1] مین نے سمجھ لیا کہ مین ایک مثل جانور کے ہون پس خدا کی عبادت مین مشغول ہو گیا اور یہ یقین کر لیا کہ میرا روزی رسان مجھ کو روزی پہونچائے گا"۔ شقیق نے فرمایا کہ کیا خوب کہا۔
فائدہ ہشتم۔ مین نے دنیا دارون کو جب بنظر تامل خیال کیا ہر شخص کو دیکھا کہ کوئی کسی پر اور کوئی کسی پر او۔ کوئی کسی پر اعتماد کرتا ہے کوئی مال پر کوئی ملک پر کوئی حرفت پر کوئی صنعت اور کوئی اپنے ایسے مخلوق پر اعتماد کرتا ہے۔ پس مین نے اس آیہ کریمہ پر نظر کی ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ[2] پس خداوند کریم پر توکل کیا "فہو حسبی ونعم الوکیل"۔ شقیق نے فرمایا کہ اے حاتم بہت خوب کیا۔ "وفقک اللہ تعالے"، خدا تمکو توفیق دے کہ مینے تمام توریت اور انجیل اور زبور اور فرقان مین نظر کی یہی آٹھ فائدے دیکھے جو کوئی ان آٹھ فائدون پر عمل کریگا تو گویا اوس نے چارون کلام الٰہی پر عمل کیا۔
اے فرزند تمکو اس حکایت سے معلوم ہوگا کہ زیادہ علم کی تمکو حاجت نہین ہے۔ اے فرزند باقی سوالات تمہارے بعض ایسے ہین جو میری کتاب اور میری تصانیف مین موجود ہین اور بعض کا انکشاف مطالب مجھپر حرام ہے کیونکہ وہ راز الٰہی ہین تم جو کچھ جانتے ہو اوسپر عمل کرو اور جو نہین جانتے وہ تمپر ظاہر ہو جائیگا۔ اے فرزند اسکے بعد جب کوئی تم کو مشکل پیش آئے اوسکو سوائے زبان دل کے مجھ سے دریافت نہ کرنا۔ قولہ تعالے ولو انہم صبروا حتی تخرج الیہم لکان خیراً لہم۔[3] نصیحت خضر علیہ السلام قبول کرو اور اوسپر عمل کرو "فلا تسئلنی عن شیء حتی احدث لک منہ ذکرا"[4] تفصیل مت کرو جب وقت آئے گا خود تم سے کہا جائے گا اور تم کو معلوم ہو جائیگا۔

---

[1] اور نہین کوئی چلنے والا زمین پر مگر اللہ پر ہے روزی اوسکی ۱۲
[2] اور جسنے بھروسہ کیا اللہ پر پس وہی کافی ہے۔
[3] اور اگر وہ صبر کرتے جب تک کہ تم ظاہر ہوتے اونکی طرف تو اونکے لیے بہتر تہا۔
[4] نہ دریافت کرنا مجھ سے کسی شئے کو جبتک کہ مین تمسے بیان نہ کرون۔

سأوریکم آیاتی فلا تستعجلون۔ [1] تم پیش از وقت نہ پوچھو کیونکہ جب اوس مقام تک پہونچ جاؤ گے خود دیکھ لوگے لیکن اس بات کا یقین رکھو کہ جب تک اوس راہ پر قدم نہ رکھوگے اور راہ مستقیم پر نہ چلوگے ہرگز نہ پہونچوگے اور اگر اوس مقام کو طے نہ کیا تو کچھ دیکھ ہی نہین سکتے۔
اولم یسیروا فی الارض فینظروا۔ [2] اے فرزند قسم ہے خدا کی اگر تم سیر کروگے اور اوس راہ مستقیم کے رہرو ہوگے تو عجائب دیکھوگے اور اس راستہ مین ہر منزل پر جانبازی کے ساتھ جانا چاہیے کیونکہ بغیر جانبازی کے کوئی کام حاصل نہین ہوتا ہے۔

ذوالنون مصری نے اپنے ایک شاگرد کو کیا خوب نصیحت کی ہے "ان قدرت علی بذل الروح فتعال۔ والا فلا تشتغل بترہات الصوفیہ والقال" یعنے اگر تجکو یہ قدرت ہے کہ اپنی روح کو جمع کر سکتا ہے تو آؤ ہمین میدان ہمین گوے۔ اور اگر تم جانبازی نہین کرسکتے تو ہرگز صوفیون کے مقولون اور ڈہکوسلون کی طرف متوجہ نہو۔

اے فرزند نہایت مختصر لفظون مین مین تم کو نصیحت کرتا ہون وہ صرف آٹھ اشیا ہین جو کہ ترک کرنے کے قابل ہین اور چار پر عمل ضروری ہے تاکہ تیرا علم بروز قیامت تیرا دشمن نہ ہو اور تیرے اوپر کوئی سخت گیری نہو۔ ترک کرنا اس امر کا جب تک کہ تم سے ہوسکے مناظرہ نہ کرنا اور کسی کے ساتھ کسی مسئلہ پر حجت نہ کرنا کیونکہ حجت اور تکرار سے بہت آفتین پیدا ہوتی ہین اور اوسکا گناہ اوسکے منفعت سے بہت زیادہ ہے اسواسطے کہ مناظرہ منبع ہے اخلاق ذمیمہ کا مثل ریاکاری۔ حسد طعن وتشنیع غرور وعداوت تفخر ومباہات پس اگر کوئی مسئلہ درمیان میں واقع ہوگا۔ اگر یہ نیت رہے کہ جو امر حق ہو وہ آشکارا ہوجاسے تو روا ہے اور اس نیت نیک کے دو نشان ہین۔

ایک یہ ہے کہ اس امر مین کوئی فرق نہ ہو کہ امر حق تیری زبان سے نکلے یا تیرے دشمن کی۔ یعنے بات مین اصرار نہ ہو کہ جو مین کہون وہی حق ہو جاسے۔

دوسرے یہ کہ بحث تنہائی مین بہتر جانے نہ کہ برملا۔ اور اگر تو نے کوئی مسئلہ پیش کیا اور اس بات کا یقین ہے کہ تو حق پر ہے تو ہرگز اوس سے حجت نکر اور بات کو دبا دو۔ ورنہ ایسے مقام پر

---

[1] عنقریب تمکو ہم اپنی نشانیان دکھلائینگے پس نہ جلدی کرو۔
[2] کیا اونہون نے سیر نہین کی ہے زمین کی تاکہ دیکھتے وہ۔

جنگ وجدل ہوجاتی ہے اور کوئی فائدہ نہین - ایک فائدہ تمکو اور مین بتاتا ہون کہ کسی مشکل خبر کا سوال حقیقت مین مرض نفس سے ہے - اور اسکا جواب دینا اوسکا بجاے دواے مرض ہے - طبیب کو چاہیے کہ اوسکے علاج مین کوشش کرے اور اوسکی تشفی کردینا شفا ہے - لیقین سمجھو کہ جاہل بیمار ہوتے ہین اور علما اونکے طبیب ہین - پس عالم ناقص طبیب نہین ہوسکتا ہے اور عالم کامل بیمار کو طبیب بنا دیتا ہے جس سے امید بہتری کی ہے لیکن جہان مرض غالب ہوجاتا ہے اوس کا علاج نہین ہوسکتا ہے - پس ایسے مریض کا حاذق طبیب کبھی علاج نہین کرتا کیونکہ اس مین تضییع اوقات ہے اب سمجھ لینا چاہیے کہ جہل کی بیماریان چار ہین جس مین سے تین کا علاج نہین ہوسکتا ہے صرف ایک علاج پذیر ہے - اول مرض حسد ہے جسکا علاج کچھ نہین ہوسکتا ہے ایک حاسد کے مقابلہ مین چاہے کتنا ہی عمدہ جواب کیون نہ دیا جاے اوسکا غصہ زیادہ ہی ہوتا جائیگا اور وہ تیر اسخت دشمن ہوجائیگا - پس ایسے شخص کو جواب نہ دینا چاہیے ؎ کل العداوت قد ترجی ازالتہا + الا عداوت من عاداک من حسد - یعنے ہر عداوت کے واسطے ایسی تدبیرین ہین کہ اوسکا ازالہ ہوجاے لیکن وہ عداوت جو کہ حسد سے ہے اوسکی کوئی تدبیر نہین - پس اسکی یہ ہی تدبیر ہوسکتی ہے کہ اوسکو اوسکی حالت پر چھوڑ دیا جاے -

لقولہ تعالی فاعرض عمن تولی عن ذکرنا ولم یرد الا الحیوۃ الدنیا[1] - حاسد جو کچھ کہ کہتا ہے اور جو کچھ کرتا ہے اپنے خرمن عقل مین خود آگ لگاتا ہے اور خود ہی جل جل کے رہجاتا ہے - الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب یعنے حسد نیکیون کو کہا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو جلاکر خاکستر کردیتی ہے دوسری بیماری جولا علاج ہے وہ حماقت سے پیدا ہوتی ہے چنانچہ حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ مین مردہ زندہ کرنے سے عاجز نہین ہوا لیکن احمق کی اصلاح سے عاجز ہوگیا اور ایسا شخص وہ ہوتا ہے جسکی چندروزہ تحصیل ہو اور ابھی کچھ تھوڑا ہی سا پڑھا تھا علماے کرام پر جنہون نے اپنی عمر تحصیل علم مین صرف کردی اعتراض جڑنے لگے اور یہ نہین جانتا کہ یہ عالم ہین اور مجھ سے زیادہ جانتے ہونگے ایسے شخص کو جاننا چاہیے کہ احمق ہے اور اوسکی بات کے جواب کی طرف متوجہ نہ ہونا چاہیے تیسرے وہ شخص ہے کہ جو اپنے شکوک دفع کرنے کا طالب ہو اور جو قول کہ بزرگون سے سنے اوس کی سمجھ مین نہ آئے وہ اپنے قصور فہم پر حمل نہ کرے اگرچہ جو کچھ وہ دریافت کرے فائدہ کے واسطے کرے مگر ایسا بلید الذہن ہو کہ اون حقائق اور معانی کا ادراک نہ رکھتا ہو اوسکا جواب بھی نہ دینا چاہیے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے نحن معاشر الانبیاء امرنا بان نکلم الناس علی قدر عقولہم

[1] تو اوس سے منہ پھیر لے جو کہ منہ پھیرے ہماری یاد سے اور اوسنے نہین ارادہ کیا مگر حیات دنیا کو -

یعنے ہم انبیا ہین ہکو حکم ہے کہ ہم جو بات لوگون سے کہین وہ اونکی عقل اور فہم کے موافق ہو۔
چوتہا وہ ہے جو طالب معرفت ہے اور عقلمند ہے اور فہیم ہے اور مغلوب الغضب نہین مغلوب
الشہوت نہین اور مغلوب الحسد نہین ہے۔ حب مال نہین حب جاہ نہین اور طالب راہ راست
ہے لیکن جو سوال کرتا ہے وہ تعنت سے وہ علاج پذیر ہے اوسکی اصلاح واجب اور اوسکے سوالونکا
جواب بہی دینا چاہیے بلکہ فرض ہے۔ دوسرے وعظ اور ذکر سے پرہیز کرو مگر جب سمجہو کہ ہم جو کچہ کہتے
ہین اوسپر عمل بہی کرتے ہین۔ اور اگر کسی وجہ سے تم اس کام کی طرف متوجہ ہو گئے تو دو باتون
سے پرہیز کرنا۔ ایک یہ کہ تکلف نہ کرنا بیان مین اشارات اور شطح و طامات اور اشعار سے کیونکہ متکلفونکو
خداوندکریم دشمن رکہتا ہے اور بناوٹ جب حد سے زیادہ ہوجاتی ہے تو وہ خرابی باطن کی نشانی
ہے کیونکہ ذکر کے مغنے یہ ہین کہ آخرت کی مصیبتون کو ذکر کرے اور اپنے قصورون کا جو کہ خداوندکریم
کے کیے ہون خیال کرے اور تلافی عمر گذشتہ کا خیال رکہے تاکہ ایمان سلامت لے جاسے اور
اسی طرح ذکر ملک الموت اور سوالات منکر نکیر اور اوسکے جوابات اور حالات قیامت اور میدان
محشر مین طول قیام خلق اللہ اور مناقشت اور حساب وکتاب اور میزان عمل اور عبور پل صراط اور دیگر
ہولناک اخبار قیامت اور آتش دوزخ کی مصیبتین ذکر کرے اور خلق اللہ کو اوس سے آگاہی بخشے اور
اونکو اس بات کا خیال پیدا کرادے کہ وہ اپنے عیوب پر نظر کرین اور ایسی موثر تقریر ہونا چاہیے
کہ آتش دوزخ اور اوسکی مصیبتون کا خوف اونکے دلون مین جاگزین ہوجاے کہ وہ اپنی تلافی مافات
مین کوشش کرین اور بقیہ عمر اپنی حتے الامکان اطاعت الٰہی اور تابعداری مین گذارین اور اس
طریقے سے بیان کرنیکا نام وعظ ہے۔

اسکی مثال ایسی ہے کہ اگر کسی کے گہر مین سیلاب سخت آتا ہو جس سے اوسکا گہر بار برباد ہوجاوے اوسکا
اسباب بہ جاوے اور اوسکے مکان کے منہدم ہونے کا خوف ہو تو کیا اوسکو آگاہ کرنے والا تکلف اور
تصنع سے آگاہ کریگا اور اپنے کلام مین شاعری اور نثاری کو دخل دیگا بلکہ وہ کہنے والا یہی کہے گا کہ
جلدی مکان سے بہاگو۔ دیکہو سیلاب آتا ہے کیا ایسے موقع پر کوئی شخص رنگین عبارت اور مسجع اور مقفا
الفاظ استعمال کرے گا ہرگز نہین۔ پس واعظ ایسا ہونا چاہیے کہ ڈوبتے کو نکالے۔ اور واعظ کو چاہیے
کہ وعظ سے یہ تمنا نہ رکہے کہ میرے وعظ کی کوئی تعریف کرے یا نعرہ ہاے تحسین و آفرین بلند کرے۔
یا ایسی کیفیت پیدا ہوجاے کہ اہل عالم جوش مین کپڑے پہاڑ ڈالین گریہ وزاری سے بیخود ہوجائین اور
شور و شغب مجلس مین برپا کرین بلکہ واعظ کو ایسی کوشش کرنا چاہیے کہ خلق اللہ کو دنیا سے گردان کرے

معصیت سے باز آئین غفلت سے بیدار ہون تقوی و پرہیزگاری اختیار کرین پس واعظین تقوی
اور پرہیزگاری کی نصیحت کرنا چاہیے اور اس بات کا خیال کرے کہ کونسی برائی اور کس معصیت مین یہ
مبتلا ہین اور کونسی برائی انپر غالب ہے بس اوس برائی سے انکو بچانا چاہیے اور اوسی کی نسبت
نصیحت کرنا چاہیے جن پر خوف غالب ہے اونکو رجا اور امید سے نصیحت کرنا چاہیے اور جن پر کہ
امید اور رجا غالب ہے خوف اور پرہیزگاری سے نصیحت کرے اس طرحپر کہ جب مجلس سے اوٹھین
صفات ذمیمہ ظاہری اور باطنی سب دور ہوجائین اور خود اطاعت خدا مین کامل ہون یا تارک
ہون راغب اور حریص ہوجائین۔ اور جو معصیت مین دلیر ہون اونکو خوف غالب ہو اور جو وعظ نہ ایسی
ہو اور نہ ایسا کہ وہ وعظ و بال جان کہنے والے پر ہی سننے والے پر ہی ہے بلکہ کہنے والا درحقیقت
ایک غول بیابانی ہے کہ خلق کو گمراہ کرتا ہے اور اونکا خون گراتا ہے اور خلق اللہ کو ہمیشہ کے
لیے ہلاک کرتا ہے خلق اللہ کو ایسے شخص کے پاس سے بہاگنا چاہیے کیونکہ وہ فساد انگیز مادہ ہے کہ
ایسے ہی لوگون سے پیدا ہوتا ہے جتنے کوئی شیطان نہین کرسکتا ہے جو وہ کرتا ہے اور جسکو دست قدرت
ہو ایسے شخص کو ممبر سے اوتارے اور اوسپر واجب ہے کہ اوسکو دفع کرے کیونکہ یہ ہی امر معروف اور
نہی منکر مین سے ہے۔

تیسرے یہ کہ کسی امیر اور بادشاہ سے صاحب سلامت کی کچہ ضرورت نہین ہے اور نہ اونسے کچہ میل جول
پیدا کرنے کی زیادہ ضرورت ہے بلکہ اونکی صورت بہی دیکہنا نہ چاہیے کیونکہ اونکو دیکہنا اونسے مخالطت
کرنا ایک آفت ہے اور اگر اونکی ملاقات کرنے پر تم مجبور ہو تو اونکی خوشامد اور مداحی نہ کرتے رہنا
اور اگر وہ خود تیرے پاس آئین تب بہی اسی طرح ملنا جس طرح اوپر ذکر کیا گیا ہے اسواسطے کہ اللہ غضب
مین آتا ہے اگر کوئی فاسق یا ظالم کی مدح کرے اور جو شخص ظالم کی بقاے عمر کے واسطے دعا کرے
تو گویا اس بات کی اوسنے دعا کی کہ اللہ کا غضب اوس زمین پر زیادہ رہے۔

چوتہے یہ کہ اون سے کوئی چیز نہ لینا چاہیے اگرچہ اس بات کا یقین ہے کہ یہ مال حلال ہے کیونکہ
اون کے مال کی طمع کرنا باعث فساد ہے۔ اور ان سے ایسی راہ رسم پیدا کرنا گویا اونکے ظلم مین
شریک اونکے فسق و فجور مین ہم باز ہونا ہے اور یہ سب باتین دین مین خرابی پیدا کرنے والی
ہین۔ اور کم سے کم اسقدر تو ضروری ہوگا کہ جب تم اوسکے دوست ہوگے اور اوسکی زندگانی کی
خیر مناؤگے اور اوسکی زندگی سے ہزارون خرابیان پیدا ہوتی ہین تو گویا تم ہی اون خرابیون کے
دوست ہوسکے۔ اور ہان ہان یہ وسوسہ تمکو شیطان پیدا کردیگا اگر تم اس بادشاہ ظالم کے دوست

رہوگے تم کو منفعت ہوگی اور اوس مال حذر کو تم خیرات کرو کیونکہ اوس سے بہتر ہے کہ روپیہ فسق و فجور مین اوٹھایگا اور انہین دہوکہون سے شیطان نے ہزارون کا خون کر ڈالا۔

غرضکہ اسکی آفتین بہت ہین اس سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اے فرزند یہی چار چیزین ہین جن سے پرہیز کرنا ضرور ہے۔

لیکن جو کہ قابل عمل کے ہین وہ بہی چار ہین۔ اول یہ ہے کہ جو معاملہ تیرا خدا سے ہے اوسکو اس طرح کرنا چاہیئے کہ اگر تیرا غلام اوس کام کو کرے تو اوس سے خوش ہوا ور پسند کرے اور جس سے رنج پہونچے یا اوسکو پسند نہ کرے تو بہی ایسا کام خدا کے لیے نہ کر کیونکہ جبکہ اپنے درم خریدہ غلام سے اوس کام کو کرنا روا نہین رکہتا ہے تو تو اصل بندہ خدا کا ہے خدا وہ کام کب پسند کرے گا۔ اور دوسرے جو معاملہ تیرا خلق اللہ سے ہے اون سے ایسا معاملہ کر کہ اگر وہ تجہسے اوس طرح پیش آئین تو تجکو رنج نہ پہونچے اور اون سے ناخوش نہ ہو کیونکہ حضرت نے فرمایا ہے کہ ایمان بندہ کا اوسوقت تک کامل نہین ہوتا ہے مگر جس چیز کو وہ اور لوگون کے واسطے دوست رکہتا ہے اپنے نفس کے واسطے بہی دوست رکہے۔ تیسرے یہ ہے کہ ایسے علم کو تو تحصیل کر جو در حقیقت علم ہے۔ تمثلت مثلاً تجکو معلوم ہو جاے کہ تیرے مرنے کو ایک ہفتہ باقی ہے اور ایک ہفتہ سے زیادہ تیری زندگی نہین ہے تو کیا تم علم صرف نحو ادب طب پڑہوگے ہرگز نہین بلکہ اوس علم کو تحصیل کروگے جو تمہارے کام آوے مراقبہ اور معرفت صفات باری مین مشغول ہوگے اور افعال حسنہ اختیار کروگے مین اپنے کلام و پیام کو اس آخری جملہ پر ختم کرتا ہون اگر فی المثل کوئی بادشاہ تم سے کہلا بہیجے کہ مین فلان ہفتہ مین تم سے ملاقات کرونگا تو تمام ہفتہ تمہارا اسی خیال مین گذر جاے گا۔ کبہی اپنی زیب و زینت مین مشغول ہوگے۔ کبہی عمدہ کپڑے بناؤگے۔ کبہی عطر و خوشبو لگاؤگے۔ غرضکہ جہان تک ممکن ہوگا اپنی زیبائش اور آرایش مین کمی نہ کروگے۔ پس ایسا ہی معاملہ خدا سے رکہو کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "الاعمال بالنیات" دوسری حدیث مین وارد ہے "ان اللہ تعالے لا ینظر الے صورکم ولا الے اعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم ونیاتکم" یعنے خداوند عالم نہین خیال کرتا ہے تمہاری صورتون کا اور نہ تمہارے اعمال کا لحاظ کرتا ہے بلکہ تمہارے دلون کو جانچتا ہے اور تمہاری نیتون کا اندازہ کرتا ہے۔ پس تمکو اپنے اعمال اور افعال سے زیادہ نیتون کو درست رکہنا چاہیئے "للعاقلہ نکعتہ الاشارۃ"۔

علم احوال دل کتاب احیاء علوم سے طلب کرو کیونکہ وہ کتاب اور میری دوسری تصنیفات اسکے واسطے

کافی ہین۔ علم شریعت مسلمانون پر فرض ہے اور دوسرے علوم فرض کفایہ ہین مگر اوسی قدر جس سے خداوند کریم کے احکام پوری طرح سے بجا لا سکے۔

چوتھے اپنے روزمرہ کے مصارف کے لیے زیادہ سے زیادہ ایک سال کا سرمایہ جمع کرنا چاہیے اور یہ بھی صرف اہل عیال کے واسطے۔ چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ازواج مطہرات کے لیے کفاف جمع کیا اور دعا کی "اللھم اجعل ال محمد کفافاً" لیکن ہر ایک کے واسطے ایسا نہین کیا صرف اونہین کے لیے جنکو قوت یقین نہ تھی۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے واسطے ایک سال تو کیسا ایک روز کا بھی جمع نہ کیا۔

اے فرزند جو کچھ تمنے دریافت کیا تھا مین نے مختصراً تمکو لکھا تمکو چاہیے کہ ان سب امور پر عمل کرو اور اس درمیان مین اپنی دعا سے بھی مجکو یاد کرنا لیکن جو دعائین تمنے مجھ سے طلب کی ہین تو دعائین صحاح مین بہت ہین تم اون کتابون سے دیکھکر یاد کر لو۔ اور اسی طرح طریق اہل البیت مین بہت دعائین مذکور ہین اون مقامات مین دیکھہ لو۔ والدعا۔

اس امر مین کوئی شک نہین ہے کہ امام غزالی فقہ اور کلام اور مناظرہ اور مجادلہ اور فلسفہ اور جملہ علوم معقولیہ مین اپنے وقت کے امام تھے مگر علم حدیث مین بقول بعض علما زمانہ ابتدائی اور وسط مین وہ مرتبہ حاصل نہ تھا جیسا کہ دیگر علوم مین تھا اور اسی وجہ سے بعضون کا قول ہے کہ اونکے ابتدائی تصنیفات مین اکثر احادیث ضعیفہ اور موضوعہ بھی پائی گئین اور یہ بھی لوگ کہتے ہین کہ تصوف مین جو امور اونہون نے اپنی راے اور عقل سے لکھے وہ زیادہ اصول فلسفہ کے مشابہ ہوگئے۔ اس لیے کہ اصول تصوف زیادہ تر فلسفہ کے مشابہ ہین۔ یہان پر یہ کہنا شاید بے موقع نہوگا کہ مذہب یا امور شرعیہ کی پابندی یا خداپرستی کے کون مکلف ہین "انسان"۔ اس وجہ سے کہ یہ عاقل ہین اور ان مین جوہر عقل ہے پس علت اس کی عقل ٹھہری۔ لہذا یہ امور بھی عقل انسانی کے بالکل خلاف نہین ہوسکتے۔ ہان یہ ضرور ہے کہ ہماری عقل مین اس مرتبہ کی صفائی نہین ہے کہ ہم اوسکا ادراک کرسکین لیکن جس کو خدا اوسکا ادراک دے۔ متصوفین وہی ہین جنکو خدا نے اپنے راز دنیا سے آگاہ کیا ہے اور اونکو اسکا علم دیا۔ پس اونکے مقولے بھی بالدلیل اور اصلی امور کے انکشاف کرنیوالے ضرور ہین اور اسی کا نام فلسفہ رکھہ لیا گیا۔ تصوف نام ہے اکتساب ملکات فاضلہ نفسانیہ کا اور ازالہ خواہشات رذیلہ کا۔ اور یہی وہ ہے جسکو فلسفی تہذیب اخلاق کہتے ہین۔

ابن جوزی اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ حرّانی اور جو لوگ کہ انکے متبع ہین امام غزالی کی نسبت اور اونکے معتقدات مین جرح قدح کرتے ہین لیکن ایسے لوگون کو برا کہنا یا اون اصحاب کی نسبت بدگمانی کرنا نہ چاہیے کیونکہ اون بزرگوارون نے جو کچھ کیا یا کہا وہ حسبتہ للہ تھا اور مقتضی شریعت محمدیہ یہی تھا جو اون سے ظہور پذیر ہوا در نہ کسی امام سے یا کسی علماے اسلام سے کوئی بغض وعداوت نہین ہے نہ کسی کی نسبت اونکا گمان بد ہے۔ امام غزالی علیہ الرحمۃ جس پایہ اور جس مرتبہ کے تھے جیسا وہ بزرگوار اونکو جان سکتے ہین اور جو مرتبہ اونکے دلون مین ہوگا ویسا متاخرین کبھی نہین جان سکتے اور نہ ہم۔ لیکن تمام مورخین علما کا یہی مقولہ ہے کہ آخر مین علامہ غزالی نے تمام علوم کو ترک کرکے احادیث صحیحہ اور کتب محدثین سے تمسک پکڑا صدر کے اون اقوال سے جو کہ بطور مراسلہ کے امام علامہ نے لکھا ہے جس کا انتخاب درج کیا گیا۔ کس قدر صاف اور ستھرا عقیدہ ہے اور کس قدر نو نصائح ہین جو دلکشش کے لیے ایک خاص اثر رکھتے ہین۔ فلسفہ کی تو کہین بو بھی نہین آتی متصوفانہ نصیحتون کو کس قدر شریعت سے ملا جلا بیان کیا ہے گویا شریعت اور طریقت کو ایک میزان مین تولدیا۔
بزرگان دین کی باہمی مخالفت سے کبھی کسی پر بدگمانی کا جزم نہ کرنا چاہیے کیونکہ ہماری عقلین اون مفاہیم اور مضامین پر پوری قدرت حاصل نہین کرسکتین۔ لہذا اون معاملات مین ہمکو سکوت اختیار کرنا چاہیے اور اونکے مراتب فضل وکمال پر نظر کرنا چاہیے کہ کس پایہ کے لوگ تھے اور کیسا اونکا مرتبہ بلند تھا جو اونکے معتقدات تھے وہ جزمی تھے جو اونکے اقوال تھے وہ یقینی۔ جس راہ پر وہ چلے ہین وہ سیدہی ہے جو طریقہ انکا ہے وہ مستقیم ہے جو وہ کہتے ہین وہ ٹھیک کہتے ہین ؎

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید
کہ سالک بیخبر نبود زراہ ورسم منزلہا

فرق اسی قدر ہے کہ کوئی آزادی سے اور تیزی سے جاتا ہے۔ کوئی ڈرتا سنبھلتا نشانہاے قدم شارع علیہ السلام کو ٹٹولتا رہرو ہے۔ اول الذکر کو خدا نے وہ بصیرت دی ہے کہ اونہون نے شارع علیہ السلام کو جاتے اوس راستہ پر دیکہا اور اونکی نظر باطنی نے مشاہدہ کیا اور آخر الذکر نے سنا ہے کہ اسی راستہ سے وہ قافلہ گذرا ہے ؎

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

امام غزالی کی نسبت جن لوگونکو بدگمانیان ہین وہ وہ لوگ تھے جنہون نے اُنکے ابتدائی تصنیفات کو دیکھا ہے لیکن امام علامہ کے پورے حالات جاننے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ وہ کس مرتبہ کے تھے امام علامہ کے معتقدات سے شاید ایکسیکو یہ گمان نہین ہوسکتا ہے کہ وہ نرے فلسفی تھے یا کوئی یہ کہے کہ وہ صوفی یا محدث تھے بلکہ اونکا عقیدہ ایسا وسط مین واقع ہوا ہے کہ کسی معاملہ مین افراط وتفریط نہین اونکی صوفیت بہی سُنت اور شریعت سے علیحدہ نہین اونکا تفقہ بہی طریقت سے جدا نہین وہ محدث بہی تھے مگر تصوف اور طریقت کے اصولونسے مخالف نہین ایسے بزرگوارونکی نسبت زبان اعتراض کہولنا سراسر ظلم ہے۔ جن بزرگوارون نے امام علامہ کے مراتب عالیہ اور علم وعمل اور کمال کو مشاہدہ کیا اونکی امامت کو قبول کیا او سا امام علامہ کے فضل ومراتب کے قائل ہوئے۔

اوریون تو ؎ قیل ان اللہ ذو ولد + قیل ان الرسول قد کہنا

اس سے زیادہ امام علامہ کی قدوسیت اور عظمت شان کی دلیل کیا ہوسکتی ہے کہ تمام بزرگان دین نے بالاتفاق یہ حکم لگادیا کہ امام علامہ کے بُرا جاننے والے زندیق وملحد ہین۔ اور حقیقت امر یہ ہے کہ نکتہ چینی اور عیب جوئی اوسکو سزاوار ہے جو خود بے عیب ہو اور اسکا زعم کرنا کہ ہماری ذات بے عیب ہے شاید اسکا گمان وہی کرسکتا ہے جسکو جہل مرکب ہو اور ہمارے نزدیک تو اگر کوئی شرابخوار کیون نہو وہ بہی ہم سے بہتر ہے کیونکہ خدا کی مقبولیت کے لیے طاعت ظاہری زہد وتقوی کی شرط نہین معلوم نہین کہ اوسکے نزدیک کون اچہا ہے اور کون بُرا ہے ؎

من نے دانم رضای دوست را زانکہ مے بینیم حرم و پوست را

جو لوگ خداوند کی رضاجوئی کے طالب ہین وہ دوسرونکے حالسے کچہ تعرض نہین کرتے اسواسطے کہ ولاتزر وازرۃ وزر اخری کوئی بوجہ اُٹہانیوالا کسیکا بوجہ نہین اوٹہاتا۔ انچے انچے اعمال اپنے اپنے ساتہہ ہین۔ ولکم اعمالکم ولنا اعمالنا

مارا چہ مجال ست دہ او باگریہ و نیز خندہ او
مائیم بحال خود گرفتار مارا چہ بحال دیگران کار

ہر شخص کو اپنی فکر کرنا چاہیے اور اپنے وقت عزیز کو ضائع نکرے ایکساعت بہی خداوند کریم سے غافل رہنا اور کسی زیادہ غم اندوہ ہے کہ اگر کوئی نادان اپنے پیارے بچے کا غم کرے کیونکہ اوسکے کا نعم البدل ہی لیکن وقت گزشتہ کا بدل نہین ہے

چشم کشا و نگر باحوال خویش
شب ہمہ در خواب روی چون دوا
قافلہ رفت و بخوابی ہنوز

خواب گران اجل آمد بپیش
اینکہ بخوابی و جرس می زند
بیخودی و مست و شرابی ہنوز
قافلہ چون رفت تو گمراہ شدی

روز تو در فکر طعام و شراب
چشم کشا ہمرہان می روند
بر سر رہ خفتہ و ابلہ شدی
(سید برکات احمد)